کچھ قاہرہ کے بارے میں

از
(جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق اُستاذ ادبیاتِ عربی دہلی یونیورسٹی)

(۲)

قاہرہ پر مغربی تمدن کی گہری چھاپ ہے۔ اس کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ یہاں ارمینی، اطالوی، یونانی، فرانسیسی اور برطانوی نسل کے بہت سے خوش حال تجارت پیشہ لوگ آباد ہیں جن کی تہذیب اور اقدار وہی ہیں جو اقوامِ یورپ کے ہیں، جو یورپ سے تجارت اور ثقافت کے بندھن میں بندھے ہیں، کئی پشتوں سے ان کے ساتھ رہن سہن کا اثر مسلمانوں کے رہن سہن اور اطوار پر گہرا پڑا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی ڈیڑھ سو برس تک فرانس اور برطانیہ کا مصر پر تسلط رہا اور اس دوران میں یہ دونوں ملک اپنی ثقافت اور اداروں کو مصر میں خوب رواج دیتے رہے۔ مغرب کا نیا اور طاقتور تمدن، آہستہ آہستہ مصر کے بوسیدہ تمدن کی جگہ لیتا رہا، شروع میں اس کو امراء اور رئیسوں نے اختیار کیا، پھر تعلیم یافتہ طبقہ نے اور اب عوام جوں جوں ان کی معاشی حالت بہتر ہوتی جا رہی ہے، اس کو اپنا رہے ہیں۔

آج قاہرہ یورپ کا ایک شہر معلوم ہوتا ہے اور مصری مسلمان جس طرح نیل پر فخر کرتا ہے اپنے شہر پر بھی فخر کرتا ہے۔ رنگ، روپ، لباس، رہن سہن کے طریقے، فنِ تعمیر، تجارت، شہر کی وضع قطع سب مغربی طرز یا نئے تمدن کی ہے، جو مسلمان ابھی یہ تمدن نہیں اپنا سکے ہیں اور ایسے بہت ہیں، اس کی وجہ اقتصادی بدحالی ہے، اس بدحالی کو دور کرنے کی آج کل لوگوں میں عام لگن ہے۔

ازہر کے تعلیم یافتہ بھی تیزی سے نئے تمدن کی طرف مائل ہیں، کچھ مجبور ہو کر اور کچھ رغبت سے۔ مؤتمر اسلامی کی لائبریری کے ایک ازہری جوان کلرک اپنا لباس یعنی جُلّبیّہ پہن کر لائبریری آیا کرتے تھے کچھ عرصہ بعد وہ کوٹ پتلون اور ٹائی میں جلوہ افروز ہونے لگے۔ میں نے لائبریرین صاحب سے اس تبدیلی کا سبب معلوم کیا تو انھوں نے بتایا: ان کی شادی ہونے والی ہے، لڑکی کا اصرار ہے کہ جُلّبیّہ اُتار کر

سوٹ پہنیں۔ واضح رہے کہ یہ لڑکی قاہرہ کی نہیں، گاؤں کی تھی! ترکی ٹوپی خال خال سن رسیدہ سروں پر نظر آتی ہے۔

قاہرہ کے اسکولوں کالجوں کے تعلیم یافتہ انگریزی اور فرانسیسی دونوں زبانیں جانتے ہیں اور یورپ کی دوسری زبانیں مثلاً اطالوی، یونانی، جرمن جاننے والوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ یونیورسٹی میں انگریزی و فرانسیسی زبانیں بیک وقت عربی نصاب کا لازمی جزو رہی ہیں، فرنچ زبان اور ثقافت کو اہمیت حاصل رہی ہے، لیکن اب انگریزی کی طرف جو بین الاقوامی زبان ہے، توجہ بڑھ گئی ہے۔ مصر پر حملہ سے پہلے قاہرہ میں ایسے متعدد اسکول بھی تھے جہاں پڑھانے والے فرانسیسی یا برٹش ہوتے تھے، اور نصابِ تعلیم فرنچ یا انگلش میں تھا۔ ان اسکولوں کی شہرت اچھی تھی، اس لئے اہلِ استطاعت مسلمان اپنے بچوں اور بچیوں کو یہاں بھیجا کرتے تھے، مصر پر حملہ کے بعد یہ تحریک اٹھی کہ فرانسیسی اور انگریزی زبانوں کا بائیکاٹ کر دیا جائے، لیکن حکومت نے فیاض دلی سے کام لیا اور کہا کہ ہماری لڑائی فرنچ یا انگلش سے نہیں، فرانس اور برطانیہ کی ظالم حکومتوں سے ہے، بس اتنا ہوا کہ ان اسکولوں کو وزارتِ تعلیم نے اپنی نگرانی میں لے لیا، مصری استاد مقرر کر دئے اور نصاب بدل دیا۔

یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ قاہرہ کے مسلمانوں میں نہ مذہبی تعصب ہے، نہ فقہی و مسلکی جھگڑے۔ گو قاہرہ کی آبادی کا کافی بڑا حصہ غیر مسلم ہے، اور یہ وہ حصہ ہے جس کے ہاتھ میں چند دن پہلے تک تجارت وصنعت کی باگ ڈور تھی، پھر بھی مسلمانوں کو غیر مسلموں پر حسد تھا نہ اُن سے جلن، بلکہ وہ ان کے ساتھ شیر وشکر ہو کر رہتے اور اپنے اقتصادی ارتقار کے لئے ان کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کرتے۔ گذشتہ چند سالوں میں یعنی ملوکیت کے خاتمہ کے بعد مسلمانوں نے تجارت واقتصادیات کے میدان میں نمایاں ترقی کرلی ہے، مسلمانوں کے غیر مسلموں سے اچھے تعلقات کی وجہ متبادل ہے: مسلمان روادار بلکہ قدردان ہیں اور غیر مسلم وفادار ومخلص۔ آپ قاہرہ کی مسجدوں میں ہوں یا سڑکوں اور بازاروں میں، آپ کو کسی فقہی یا مسلکی جھگڑے، یا مذہبی تشدد کا احساس نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان خارجی مذہبیت یا فروعی امور کی بجائے داخلی تدین کو اہم سمجھنے لگے ہیں۔ نماز باجماعت کے وقت آپ مسجد میں دیکھیں گے کہ

اکثر نمازی پتلون پوش اور ننگے سر ہیں، ان کے ٹخنے ڈھکے ہیں اور اگر گرمی کا موسم ہے تو کہنیاں کھلی ہیں، لیکن کوئی ان پر اعتراض نہیں کرے گا، بہت سے نمازی اتنی زور سے "آمین" کہیں گے کہ ساری مسجد گونج اٹھے گی اور بہت سے زیرِ لب کہنے پر اکتفا کریں گے، صف کے کچھ لوگ ہاتھ باندھ کر نماز ادا کریں گے اور کچھ ہاتھ چھوڑ کر۔ لیکن کوئی کسی سے مواخذہ نہیں کرے گا۔

قاہرہ کے مسلمان، ہندی مسلمانوں سے زیادہ روزہ نماز کے پابند ہیں، آپ کو یہ پڑھ کر تعجب ضرور ہوگا لیکن آپ اس بات کی تردید نہیں کر سکتے، میں شہر کے سب سے جدت زدہ حصے میں رہتا تھا یعنی زمالک جو سفارتوں کا مستقر ہے اور جہاں رہنے والے زیادہ تر غیر ملکی ہیں، میں اکثر دیکھتا کہ یہاں کے فٹ پاتھ پر چٹائیاں بچھی ہوئی ہیں اور باجماعت نماز ہو رہی ہے، اس میں شریک ہونے والے اکثر دکاندار یا وہ لوگ ہوتے جو اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر مسجد میں جو ذرا دور تھی نہیں جا سکتے تھے۔ قاہرہ کے جن جن اداروں میں میرا جانا ہوا مثلاً لائبریریاں، سرکاری دفاتر، کالج اور یونیورسٹی، ان سب کے پاس یا ان کے حدود میں ایک آباد مسجد ضرور دیکھی، متعدد ایسے لوگوں کو گھر یا دفتر میں نماز پڑھتے بھی دیکھا جن کی ظاہری ہیئت یا طرزِ معاشرت سے گمان ہوتا کہ وہ روزہ نماز سے بے پرواہ ہوں گے۔

رمضان قاہرہ میں بڑی دھوم سے منائے جاتے ہیں، یہ تو وثوق سے نہیں بتایا جا سکتا کہ کتنے فی صدی روزہ رکھتے ہوں گے لیکن یہ یقینی ہے کہ اکثر روزہ دار ہوتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ رمضان میں سارا قاہرہ رمضان زدہ نظر آتا ہے۔ سرکاری دفاتر اور دوسرے اداروں کے اوقاتِ کار کم ہو جاتے ہیں، ہوٹل اور قہوہ خانے جہاں عادۃً بڑی چہل پہل ہوتی ہے اجڑ جاتے ہیں، روٹی بسکٹ کی دکانوں (بیکریوں) میں دن میں رونق نہیں ہوتی، افطار کے وقت ٹرامیں اور بسیں تقریباً خالی چلتی ہیں اور سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر جہاں کچھ دیر پہلے نبضِ زندگی تیز اور بھرپور تھی اچانک جمود طاری ہو جاتا ہے، اور یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ قاہرہ، قاہرہ نہیں رہا۔ ایک معزز مصری نے بتایا کہ مصر کے مسلمان طبعاً روزہ پسند واقع ہوئے ہیں، جو لوگ نماز نہیں پڑھتے وہ روزہ رکھتے ہیں اور کچھ لوگ روزہ رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے بیوی بچے روزہ رکھتے ہیں اور دن کے وقت مطبخ ٹھنڈا رہتا ہے، لڑکیاں

اور عورتیں لڑکوں اور مردوں کی نسبت زیادہ روزہ رکھتی ہیں۔ یہ تصریح قاہرہ کی ایک اخباری تحقیق پر مبنی ہے۔ یوں تو میں نے قاہرہ کے بہت سے اپ ٹو ڈیٹ مسلمانوں کو شاہراہوں پر ہاتھ میں بڑے دانوں کی تسبیح لٹکائے چلتا پھرتا دیکھا، لیکن رمضان میں تسبیح لے کر سڑکوں اور دفتروں اور تعلیمی اداروں میں جانے کا چلن بہت بڑھ جاتا ہے، یہ منظر ایک ہندی کے لئے اتنا غیر متوقع ہوتا ہے کہ وہ حیران رہ جاتا ہے۔ ایک طرف شکل صورت، ہیئت سب ایک یوروپین کی اور دوسری طرف ہاتھ میں ایک موٹی سی تسبیح!

انطار کے گھنٹہ بھر بعد قاہرہ کی رگوں میں زندگی کا خون پھر تیزی اور تندی سے گردش کرنے لگتا ہے، نقل و حرکت، آمد و شد ایک بحرانی شان اختیار کر لیتے ہیں۔ جو ٹرامیں اور بسیں کچھ دیر پہلے خالی چل رہی تھیں اب کھچا کھچ بھر جاتی ہیں، پرائیویٹ موٹروں کی آمد و رفت بڑھ جاتی ہے، اس وقت لوگ دوست احباب، عزیز و اقارب سے ملنے نکلتے ہیں، تفریح گاہوں، چائے خانوں کو جاتے ہیں اور بہت سے مسجدوں میں جا کر عبادت کرتے ہیں، دن میں ملنے ملانے، سیر و تفریح کے مشاغل بالکل معطل رہتے ہیں۔

مصر پر پچھلے حملہ کے وقت وہاں کی حکومت، صحافت اور پبلک نے جس تحمل، رواداری اور یک جہتی کا ثبوت دیا وہ قابلِ داد ہے۔ ۲۹ یا ۳۰ اکتوبر کو اچانک ساڑھے نو بجے بلیک آؤٹ کا سائرن ہوا اور آناً فاناً ساری روشنیاں بجھ گئیں، ٹرامیں، موٹریں، بسیں جہاں تھیں رک گئیں اور سارا قاہرہ اندھیرے کے سمندر میں ڈوب گیا۔ اگر کوئی دیاسلائی جلاتا یا دکان کا تالا کنجی ڈھونڈنے موم بتی روشن کرتا یا مائیں اپنے چھوٹے بچوں کی وحشت و گھبراہٹ دور کرنے کے لئے ٹارچ کھولتیں یا کوئی سگرٹ پیتا سڑک پر نظر آتا تو فوراً عوام اور فوجی پولیس "اَطْفِ النور" "اَطْفِ النور" (روشنی بجھاؤ) کے غیظ بھرے نعرے لگانا شروع کر دیتے۔ دن میں برابر توپوں اور مشین گنوں کی آوازیں آتیں اور تھوڑی دیر بعد خطرہ کا الارم ہوتا لیکن قاہرہ کے عوام حسبِ معمول اپنے کاموں میں لگے رہتے، گھبراہٹ کسی چہرہ پر نظر نہ آتی، گویا سب اس زندگی کے عادی یا منتظر ہوں۔ دکانوں پر سب چیزیں حسبِ معمول ملتی رہیں، نہ ہورڈنگ کی گئی نہ بلیک مارکٹ ہوا، صحافت نے سنجیدگی کا دامن نہ چھوڑا، حملہ آوروں سے اگرچہ بڑا جرم سرزد ہوا تھا، تاہم اخباروں نے

نہ تو سب وشتم سے کام لیا اور نہ شیخی اور اشتعال بھرے مقالے لکھے بلکہ شائستگی اور متانت سے حملہ آوروں کے فعل کی مذمت کی، ان کی سازشوں، منصوبوں اور ریشہ کاریوں کا پول کھولا۔ "مقاومۃ الشعب" کے عنوان سے اس زمانہ میں ہر دن بہت سے پوسٹر سڑکوں اور بازاروں میں حکومت کی طرف سے بانٹے جاتے جن میں جنگ کی صورتِ حال اور حکومت کی پالیسی کا ذکر ہوتا یا قوم کے نام متحد اور تیار رہنے کی اپیل۔ ہر طرف دیواروں اور اعلان کے بورڈوں پر مصور پوسٹر نظر آتے جن میں "عدوان ثلاثی" سے مصریوں کے مقابلہ کی جھلکیاں ہوتیں، کسی کا عنوان ہوتا "سحقا للمعتدین" اور کسی کا "سنحارب جنبا الی جنب"۔ شہر کے پارکوں، چوراہوں اور ڈھب کی جگہوں پر خندقیں کھود دی گئیں جہاں مسلح فوج نے مورچے سنبھال لئے۔ مہیب شکل کے بہت بڑے بڑے یوگوسلاوی یا روسی ٹینک مناسب گوشوں میں بکھیر دیے گئے۔ قاہرہ کی آبادی پر کوئی بم نہیں گرا، بس ریڈیو اسٹیشن برباد کر دیا گیا، فوجی ہوائی اڈے پر کچھ ہوائی جہاز توڑ پھوڑ ڈالے گئے، بیرونی قاہرہ کی چند اسلحہ فیکٹریوں پر بھی بم باری ہوئی۔ پورٹ سعید کے ایک محلہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی جہاں مصریوں نے چھتوں اور فلیٹوں پر مشین گنیں نصب کر کے حملہ آوروں پر گولیاں برسائی تھیں۔ کئی دن تک رات کو پورٹ سعید کی جانب اُفق جگمگاتا نظر آیا جیسے بہت سی آتش بازی چھوٹ رہی ہو، باخبر لوگوں سے معلوم ہوا کہ پیراشوٹ سے فوج اتاری جا رہی ہے اور اُن کے اُترنے کے لئے میدان روشن کئے جا رہے ہیں۔ حملہ آور جمال عبدالناصر اور ان کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتے تھے، منصوبہ یہ تھا کہ پورٹ سعید پر قبضہ کر کے، اور جنگی اہمیت کے نقطوں کو برباد کر کے، بمباروں کی پایۂ تخت پر ہمہ وقت اڑان سے مصریوں میں ایسا ہراس پیدا کر دیا جائے کہ اندرونی بغاوت ہو جائے اور زمام کار ایک ایسی حکومت کے ہاتھ آجائے جو حملہ آوروں کے مطالبے مان لے، اور تعمیم قناۃ منسوخ کر دے۔

قاہرہ میں کئی بڑی لائبریریاں ہیں: دار الکتب المصریہ (قومی لائبریری) (۲) معہد احیاء المخطوطات العربیہ (۳) کتب خانہ موتمر اسلامی (۴) کتب خانہ ازہر یونیورسٹی (۵) کتب خانہ قاہرہ یونیورسٹی (۶) فرانسسکن لائبریری۔ ان میں دار الکتب سب سے بڑا ہے، یہاں مخطوطات اور مطبوعاتِ عربی کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے، صرف مخطوطات کی تعداد شاید ستر ہزار ہے، عربی کے علاوہ انگریزی، فرنچ اور فارسی ترکی کی بھی

بہت سی وہ کتابیں جن کا تعلق اسلام یا دنیائے اسلام سے ہے، موجود ہیں۔ دارالکتب میں ایک متحف بھی ہے، جہاں ہاتھ سے لکھی عربی فارسی کتابوں کے نہایت حسین اور قیمتی نمونے رکھے ہیں۔ ان کتابوں کا دبیز، چکنا، لطیف کاغذ، معجز نما تحریر، سونے چاندی کے پھول بوٹے اور رنگین نقش و نگار، دیکھ کر سلف کی متانتِ ذوق کا اعتراف کرنا پڑتا ہے، سلاطین مصر و شام اور ان کے عہد کے چھوٹے، بڑے اور متوسط سائز کے بہت سے قرآن بھی متحف کو زینت دے رہے ہیں، جن کی صنعت گری دیکھنے والے کو مبہوت کر دیتی ہے۔ متحف کے باہر منظر عام پر نواب بھوپال کا بھیجا ہوا شاید کوئی چار فٹ اونچا اور ڈیڑھ فٹ چوڑا رنگوں اور نقش و نگار سے مزین قرآن شیشہ کے ایک کیس میں نیم باز رکھا ہے متحف میں کتابوں کے علاوہ سکے اور دوسرے نوادرات بھی ہیں۔ دارالکتب میں مطالعہ کا ایک تکلیف دہ اور لائق شکایت پہلو یہ ہے کہ وہاں کتابیں دیر میں ملتی ہیں، آپ فارم بھر کر دیں گے تو پندرہ منٹ سے پون گھنٹہ اور کبھی اس سے بھی زیادہ دیر تک آپ کو کتاب کا انتظار کرنا پڑے گا۔ معہد احیاء المخطوطات عرب لیگ کا ایک شعبہ ہے جس میں یورپ اور ایشیا کے کئی کتب خانوں سے مخطوطات کے مائکرو فلم لے کر جمع کیے گئے ہیں، ہندوستان سے بھی ہزاروں کتابوں کے مائکرو فلم گئے ہیں۔ اس علمی دولت کی ایک فہرست بھی چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ معہد کے مائکرو فلموں سے خصوصی اجازت کے بعد ہی استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ چند نادر کتابوں کی طباعت کا کام یا منصوبہ شروع ہو گیا ہے، ان میں بلاذری کی مشہور تالیف انساب الاشراف بھی ہے۔ قاہرہ یونیورسٹی کی لائبریری میں ایک بڑا ریڈنگ روم ہے جہاں انگریزی و فرانسیسی مراجع کے علاوہ عربی کی مشہور اور اہم کتابیں مضمون وار کھلی الماریوں میں رکھی ہیں۔ لائبریری میں مخطوطات کا ایک چیدہ مجموعہ بھی ہے جن میں سے کچھ چھپ گئی ہیں اور کچھ عن قریب چھپیں گی۔ ازہر یونیورسٹی کے کتب خانہ میں فقہ، حدیث اور تفسیر کا اچھا مجموعہ محفوظ ہے۔ حافظ ابن عساکر کی تاریخ دمشق کا کامل نسخہ میں نے سب سے پہلے اسی جگہ دیکھا، اس کا مائکرو فلم معہد نے لے لیا ہے۔ موتمر اسلامی کا کتب خانہ مرحوم احمد امین کی ذاتی کتابوں پر مشتمل ہے جن کی تعداد کئی ہزار ہو گی اور جن کو ان کے وارثوں نے موتمر کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ یہ وہی احمد امین ہیں جن کی

فجرالاسلام، ضحی الاسلام اور ظہر الاسلام سے اسلامی تاریخ و ثقافت کا ہر طالب علم واقف ہے۔ اس کتب خانہ میں زیادہ تر پرانے ادیبوں، مورخوں، فلسفیوں، محدثوں، فقیہوں، جغرافیہ نویسوں کی کتابیں ہیں اور یہ وہ کتابیں ہیں جو ایک سنجیدہ طالب علم اور محقق کے لیے ناگزیر ہیں۔ ان میں اسلامیات سے متعلق انگریزی کتابوں کا بھی ایک چیدہ مجموعہ شامل ہے اور دو ڈھائی درجن مخطوطات بھی۔ ان سب کے علاوہ احمد امین کے کتب خانہ میں عصر جدید کی بہت سی تالیفات بھی ہیں جو مولفوں نے ان کو ہدیۃً پیش کی تھیں۔ موتمر کے اس کتب خانہ کی خوبی یہ ہے کہ سب کتابیں کھلی الماریوں میں رکھی ہیں اور آپ آسانی سے اپنی پسند کی کتاب خود نکال سکتے ہیں۔

قاہرہ کی عربی دو قسم کی ہے: ایک بول چال کی اور ایک تحریر کی۔ تحریر کی عربی گرامر اور لغت کے مقررہ اصول کی پابند ہے، بول چال کی عربی ان دونوں سے آزاد، اس کے علاوہ اس میں غیر عربی مثلاً قبطی، ترکی، یونانی، فرانسیسی اور انگریزی الفاظ، اور فقرے داخل ہو گئے ہیں۔ بول چال کی عربی میں اِذَیّک کے معنی ہیں مزاج شریف۔ مَعلِش، کے معنی ہیں مضائقہ نہیں یا درگزر کیجیے، اِذَیّک کی جگہ کیف حالک اور معلش کی جگہ لا بأس کوئی نہیں کہتا۔ یہ دونوں کلمے غیر عربی، غالباً قبطی ہیں۔ بول چال کی عربی میں بہت سے عربی الفاظ کے معنی کچھ سے کچھ ہو گئے ہیں، اس میں افعال اور خاص طور پر فعل امر غلط بولے جاتے ہیں اور تلفظ تو بیشتر اسماء کا بگڑ گیا ہے مثلاً زُبدہ (مکھن) کی جگہ زِبدہ، جُبن (پنیر) کی جگہ جِبنہ، مِلح (نمک) کی جگہ مَلح، عُلبہ (ڈبا) کی جگہ عِلبہ، مِسطر (پیمانہ) کی جگہ مَسطر، تُرعہ (نہر یبا) کی جگہ تِرعہ۔ بول چال کی عربی میں اگر کسی کو کہنا ہو: سیدھے چلے جایئے تو کہیں گے: رُح علی طول، اگر کہنا ہو مجھے نہیں معلوم تو کہیں گے: مُش عارف، مجھے علم نہ تھا کے لئے کہیں گے: ما عرفتش، سأعود کی جگہ کہتے ہیں حأعود، یاکل (وہ کھا رہا ہے) کی جگہ بیاکل۔ بھاڑ کی دکان کے بورڈ پر لکھا تھا: مَقلہ، مقلی کی جگہ، دوسرے پر تھا مَرایات (آئینے) مرایا کی جگہ۔ انگریزی کا گوانا (Guava) امرود اور مودل، ماڈل کے لئے بولتے ہیں۔ منی تذہب کو کہیں گے

اِمتَ تذہب۔ خمسۃ عشر کو کہتے ہیں: خمستعشر، تلتمائۃ کو کہیں گے: تلتمئہ یا تلتمیہ۔ انا مریض کی جگہ کہتے ہیں انا عیان، انت غضبان کے لئے کہیں گے انت زعلان پُل کے لئے جیسر یا قنطرہ کوئی نہیں کہے گا بلکہ کوبری (یونانی) اور قیدخانہ کے لئے محبس کی جگہ لیمان (یونانی) بولیں گے۔ قاہرہ میں قاف کو آف پڑھتے ہیں، ہمیشہ قُل (کہو) کو اُل اور قُدّام (سامنے) کو اُدّام بولیں گے، اسی طرح جیم کو گاف کہیں گے، جُمھور کو گمھور، جبل کو گبل۔ کتاب لاؤ۔ گیب الکتاب، جیء بالکتاب کی جگہ۔ ازہر یونیورسٹی کے عالم اور استاد بھی یہی عربی بولتے ہیں۔ شکل صورت اور لباس میں چاہے آپ مصریوں سے کتنے ہی مشابہ ہوں اگر آپ نے صحیح اور خالص عربی بولی تو فوراً سمجھ لیا جائے گا کہ آپ اجنبی ہیں۔ بول چال کی عربی کتابوں میں بھی داخل ہوتی جارہی ہے خاص طور سے ناول اور افسانہ میں گانے اور گیت وہی مقبول ہوتے ہیں جو عامی زبان اور لہجے میں لکھے اور پڑھے جاتے ہیں۔ تقریریں زیادہ تر ادبی عربی میں ہوتی ہیں لیکن میں نے ایسی تقریریں بھی سنیں جن میں عامی زبان اور لہجہ کی کھچڑی تھی۔ تحریر کی عربی جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا صرف ونحو اور آداب لغت کی پابند ہے، یورپی زبانوں سے اُس کے اسلوب بیان کے سانچے بنے ہیں، جس سے اُس میں فصاحت وسلاست اور ایک نئی دل کشی پیدا ہوگئی ہے۔

• مصر میں لڑکیاں، لڑکوں سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں، یعنی عورتیں مصر کی آدھی آبادی سے زیادہ ہیں، ملوکیت کے خاتمہ کے بعد اقتصادی بہتری اور صنعتی ترقی کا دور شروع ہوگیا ہے، روزگار کی نئی نئی راہیں کھل رہی ہیں، پڑھے لکھے اور لائق مردوں کی مانگ بڑھتی جارہی ہے، مصر کے لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ساری قوم کے معاشی ارتقاء کے لئے صرف مردوں کی تعداد اور محنت کافی نہیں ہے، عورتوں کو بھی اس کام میں ان کا ہاتھ بٹانا چاہیئے، عورتوں میں چوں کہ تعلیم بڑھ رہی ہے وہ معاشی اصلاح کے کاموں میں حصہ لینے کی اہل ہوتی جارہی ہیں، چنانچہ گذشتہ چند سالوں میں حکومت کے دفتروں، تجارتی اداروں، پوسٹ آفسوں، بنکوں وغیرہ میں عورتوں کو نوکریاں ملنے لگی ہیں۔ میرے قیام کے زمانہ میں بس کنڈکٹری جیسی پُر مشقت خدمت پر بھی عورتیں مامور ہونے لگیں۔ جو عورتیں مرد کے میدانِ عمل میں

آنا پسند نہیں کرتیں، وہ بھی اب مجبور ہو رہی ہیں کہ خود یا ان کی بچیاں کمائیں، وجہ یہ ہے کہ صنعتی ترقی کے ساتھ گرانی بڑھ رہی ہے اور تعلیم کے ساتھ معیارِ زندگی اونچا ہو رہا ہے اور شوہر، باپ یا بھائی کی کمائی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہوتی۔

مصر میں لڑکیوں کی شادی والدین کے لئے ایسا پریشان کن مسئلہ نہیں جیسا ہندوستان میں ہے، وہاں والدین کو جہیز پر روپیہ خرچ کرنا نہیں پڑتا۔ ہمارے ملک میں مہر، ایک کلمہ بے معنی ہو کر رہ گیا ہے، نکاح کے رجسٹر کے باہر اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ لاکھوں کا مہر باندھ دیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ کون لیتا ہے اور کون دیتا ہے۔ مصر میں مہر کے معاملہ میں اسلامی قانون پر پوری طرح عملدرآمد ہے، یعنی رخصت سے پہلے عملاً ادا کر دیا جاتا ہے، مہر کی رقم لڑکی کا جہیز بنانے پر صرف ہوتی ہے۔ مہر عادۃً رخصت سے بہت پہلے لڑکی والوں کو دے دیا جاتا ہے، وہ لڑکے کی حیثیت کو سامنے رکھ کر ایک فلیٹ کرایہ پر لیتے ہیں، پھر اس کے لئے سامان خریدتے ہیں جیسے فرنیچر، برتن، الماریاں، لڑکی کے چند اچھے سوٹ بھی اسی روپے سے بنوا دئے جاتے ہیں۔ رخصت ہو کر دلھن اپنی پسند سے مرتب کئے اور سجائے ہوئے اس نئے گھر میں چلی جاتی ہے۔ ایک مصری دوست جب اپنے یہاں کی شادی اور مہر کی بات کر چکے تو انھوں نے ہندی مسلمانوں کی شادی بیاہ کے بارے میں مجھ سے پوچھا اور جب میں نے بتایا کہ ہندوستان میں سارا جہیز لڑکی کے والدین کو اپنے پاس سے خریدنا پڑتا ہے اور "مہر" کی رقم شادی کے وقت ادا نہیں کی جاتی تو وہ حیران ہوئے اور بولے "تب تو والدین کی کمر ٹوٹ جاتی ہوگی!"

مکمل لغات القرآن

جلد ششم

"مکمل لغات القرآن مع فہرست الفاظ" ندوۃ المصنفین کی مشہور و معروف اور مایۂ ناز معیاری کتاب ہے، قرآن کریم کے معانی و مطالب سمجھنے کے لئے اردو میں اس سے بہتر اور جامع کوئی لغت شائع نہیں ہوئی، الحمد للہ کہ اس اہم و عظیم الشان کتاب کی آخری جلد بھی پریس سے آگئی، اس جلد میں ن سے ی تک تمام الفاظ آگئے ہیں، صفحات ۴۳۲ قیمت غیر مجلد چار روپے آٹھ آنے مجلد پانچ روپے آٹھ آنے